پروگرام نمبر 1

18 اگست
1983

معزز سامعین :- پیدائش کی کتاب، کتابِ مبادیات ہے بائیبل مقدس میں پیدائش کے پہلے باب کی پہلی آیت تمام چیزوں کی تخلیق کا ذکر کرتی ہے۔ "خدا نے ابتدا میں زمین و آسمان کو پیدا کیا"۔ پیدائش کی کتاب نہ صرف دُنیا و کُل عالمین کی تخلیق کو ظاہر کرتی ہے بلکہ اُن عظیم خاندانوں کے آغاز اور اُن کے شجرہ ہائے نسب پر بھی روشنی ڈالتی ہے جو خدا کے مقصد کو پورا کرنے میں مشہور ہو گزرے ہیں۔

پیدائش کی کتاب کے مصنف نے شعوری طور پر تاریخ کے آغاز کے بیان کو قلمبند کیا اور بائیبل مقدس کی اِس پہلی کتاب کو اِسی خصوصیت کی بنا پر فوری شہرت حاصل ہوئی لہٰذا اِس کتاب کو پیدائش کا نام دیا جانا بالکل مناسب اور درست ہے۔

اب ذہن میں سوال ابھرتا ہے کہ کُل کائنات و موجودات کی پیدائش کیسے ہوئی؟ "خدا نے ابتدا میں زمین و آسمان کو پیدا کیا"۔ اِسکی عملی مثال ہم اِس طرح سے دے سکتے ہیں کہ اگر ہمیں لوہے کا ٹکڑا دیا جائے تو اِس سے ہم ہتھوڑی، قینچیاں، سوئیاں گھڑیوں کے سپرنگ اور دیگر بہت سی چیزیں بنا سکتے ہیں لیکن اِس عمل کو تخلیق نہیں کہا جا سکتا۔ یہ عمل تو محض تبدیلئ شکل ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ لوہا کہاں سے آیا؟ اِسے کس نے بنایا؟ اِسی طرح سے عالمین یعنی سورج، ستارے، سمندر اور بے شمار جاندار چیزیں وجود میں ہیں یہ سب کہاں سے آئیں؟ سب سے بنیادی سوال تبدیلئ شکل کا نہیں بلکہ پیدائش کا ہے۔

سامعین اب آئیے مسئلے کے حل کی طرف توصدیوں سے یہ سوال زیرِ بحث رہا ہے اور اِس کے حل کیلئے بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ ابد سے وجود میں تھا۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ سب خود بخود پیدا ہوا اور ایک طبقہ ایسا بھی ہے جس کا کہنا ہے کہ اتفاقیہ تخلیق ہوئی ہے اِس قسم کے جواب پیش کیئے گئے ہیں کہ دیگر حل بُت پرستی کے خیال سے منسخ ہو گئے ہیں۔ ان بے شمار خیالوں کی بھرمار کے باوجود پیدائش کی کتاب کے مصنف پر یہ حقیقت عیاں ہے کہ دُنیا کی پیدائش کوئی اتفاقیہ عمل نہیں ہے اور نہ ہی کوئی شئے خود بخود وجود میں آئی ہے اور ہر عمل کیلئے کوئی نہ کوئی مناسب محرک ضرور ہے۔

پیدائش کی کتاب یعنی بائیبل مقدس کی پہلی کتاب میں الہامی نظم کا محض ایک لفظ یعنی خدا اِس زبردست مسئلے کو حل کر دیتا ہے۔ "خدا نے ابتدا میں زمین و آسمان کو پیدا کیا"۔ خدا ہی واحد حل ہے خدا وجود میں ہو تو سب کچھ سلجھ جاتا ہے۔ اُس نے فرمایا اور

ہوگیا اُس نے حُکم دیا اور واقع ہوا: سامعین یہ تو تھا تصویر کا ایک رُخ اگر ہم تصویر کے
دُوسرے رُخ پر نظر کریں تو آیئے دیکھتے ہیں کہ کیا نتائج برآمد ہوتے ہیں ۔
بائیبل مُقدس کے تصوُر کے مُطابق جو بھی وُجود میں ہے خواہ وہ جاندار ہو یا بے جان خُدا کے
ہاتھ سے پیدا ہوا ہے ۔ اِس حقیقت سے صاف ظاہر ہے کہ دائمی اور حقیقی اصُول ہوتے
ہیں جن کی مدد سے بنی نوعِ انسان بے انصافی کے خلاف مُقابلہ کر سکتے ہیں ۔ اِسی طرح
شافٹسبری، ولبر فورس اور وسلی جیسے آدمی کہہ سکتے تھے کہ وہ بُرائیاں اور بے انصافی جن کے
خلاف وہ جنگ کرتے تھے قطعی طور پر جرائیم ہیں اور اگر ہمیں دُکھ کے ساتھ یہ کہنا ہی پڑے
کہ اکثر و بیشتر مسیحی لوگ نسل پرستی اور جمع شُدہ دولت کے دردمندانہ استعمال کے مُعاملے
کے بارے میں کبھی کبھی خاموش ہوتے تھے اُس وقت جب خاص طور پر اُنہیں ضرور آواز اُٹھانی چاہیے
تھی تو کم از کم وہ اپنے ان دائمی اور حقیقی اصُولوں کے خلاف جو وہ مانتے ہیں خاموش رہے ۔
اِس کے برعکس وہ فلسفے کی مدد سے جو انسان پرستی کہلاتی ہے یعنی وہ تعلیم جس کے مُطابق
بنی نوعِ انسان کے مُقابلے میں کوئی ہستی اعلیٰ اور برتر نہیں ہے ۔
کوئی شخص تصدیقی طور پر کہہ نہیں سکتا کہ کچھ انسانی فعل جرم ہیں اور کچھ درُست ہیں ۔
انسان پرستی رکھنے والوں کیلئے وہ سب سے اعلیٰ ہستی یا شئے جو بھی وجود میں ہے نیک و بد
اور ظلم و امن کے بارے میں قطعی جانبدار ہے ۔ انسان پرستی کی مدد سے تمیز کرنا بالکل ناممکن
ہے کہ فلاں فعل نیک ہے یا بد ۔
اِسی لئے شخصی ۔ اخلاقی اور سیاسی زندگی کے بارے میں انسان پرستی کے فلسفے کا نتیجہ ہمیشہ
یہی ہوتا ہے کہ اُن کا ہر فیصلہ صرف اور صرف خود اختیاری کی بنا پر کیا جاتا ہے ۔ اگر کوئی
فلسفہ یا حکومت خُدا کا انکار کرے تو نیک و بد میں تمیز کرنے کی کوئی بُنیاد نہیں رہتی ۔
اور پھر وہ بے اُصول احکام جو ایسی حکومت جاری کرتی ہے الٹ بھی ہو سکتے ہیں اور اکثر اوقات
ایسا ہوتا بھی ہے ۔ مثلاً کمیونسٹ حکمران کے نزدیک قانُون کی بُنیاد صرف موجُودہ حالت کے
مُطابق ہوتی ہے ۔ جو تاریخی طور پر تبدیل ہوتی رہتی ہے ۔
بائیبل مُقدس کی تعلیم کے مُطابق نہ صرف موت غیر معمولی ہے بلکہ وہ ظلم بھی ہے جو ایک آدمی
کی طرف سے دُوسرے آدمی کے خلاف برپا ہوتا ہے ۔ جب خُدا نے دُنیا کو بنایا اُس وقت
ظُلم اور موت کا کوئی مقام نہیں تھا لیکن جبکہ خُدا وُجود میں ہے اور دائمی اور حقیقی اصُول بھی
ہیں پھر انصاف بھی اعلیٰ پائے کا ہوتا ہے اور اِس میں خود غرضی کا نام و نشان تک نہیں ہوتا ۔" ①
سامعین یہ حقائق نہ صرف معقولیت اور الہام سے صاف ظاہر ہوتے ہیں بلکہ کائنات سے بھی

① Translated and adapted from: Francis A. Schaeffer, How should we then live? (New Jersey: Fleming H. Revell Co., 1976 pp. 127-128

ہم سیکھ سکتے ہیں جِس طرح کے یہ پُرسوز اور مدُھر گیت اِس کی یاد دِلاتا ہے۔

S.NO	REEL·NO	BOOK·NO	SONG·NO	DURATION
126	13	16	36	3-57"

سامعین نہ صرف الہام سے بلکہ ہماری اپنی سمجھ کی طاقت اور فطرت کے پیغام سے جیسا کہ ہم نے اس پروگرام میں سنا ہے۔ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کائنات کو بنانے کا کام خالق کا ہے۔

کائنات دائمی نہیں ہے اور نہ ہی یہ کسی اتفاق کا نتیجہ ہے۔ ہم نے اس کے کچھ سماجی اور روحانی نتائج اس پروگرام میں سنیں ہیں۔ یہ حقیقت عیاں ہونے کے باوجود کچھ لوگ اس کا انکار کرتے ہیں۔ وہ ایسا فلسفہ اختیار کرتے ہیں جسکو ہم انسان پرستی کہتے ہیں اور اس فلسفے کی بنا پر الہام، سمجھ کی طاقت اور فطرت کے پیغام یعنی تینوں کا انکار کرتے ہیں۔ اُن کا انکار درست ہے یا غلط؟

اگلے پروگرام میں ہم اُن کے اس دعوٰی کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ سے گفتگو کریں گے ہمیں یقین ہے کہ نہ صرف آپ خود یہ پروگرام سنیں گے بلکہ اپنے دوستوں کو بھی دعوت دیں گے کہ ہمارے ساتھ شامل ہوں جب ہم دوبارہ کلامِ الٰہی میں انسانی عروج وزوال پیش کریں گے۔ سامعین اس پروگرام کی اہمیت اور تقدس کو ذہن میں رکھتے ہوئے آپ سے درخواست ہے کہ اس سلسلے کا کوئی پروگرام سننا مت بھولیئے گا۔

بہنو اور بھائیو اپنی معلومات میں اضافہ کرنے کیلئے اور کلامِ الٰہی کے گہرے مطالعے کیلئے اگر آپ ہمارے نشر کردہ اس پروگرام کا مسودہ حاصل کرنا چاہیں تو ہمیں لکھ کر مسودہ نمبر 1 طلب کریں۔ پروگرام کے پتے کا اعلان ہم اس پروگرام کے آخر میں کریں گے۔ یہ مسودہ آپکو تقریباً چھ ہفتے میں مل جائے گا۔

اس کے ساتھ ہی ہمارے آجکے پروگرام کا وقت اب ختم ہوتا ہے

اجازت دیجئے۔ خدا حافظ